رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد ۵	دار الامان قادیان ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء	نمبر ۲۸

کلمات طیبات حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

۹ جنوری ۱۹۰۱ء

مذہب کی اول اینٹ خدا شناسی

ہے جب تک وہ درست نہ ہو دوسرے اعمال کیونکر پاک ہو سکتے ہیں۔ عیسائی دوسروں کی پاک باطنی پر بڑے اعتراض کیا کرتے ہیں، اور کفارہ کا اخلاق سوز مسئلہ ان کو اعتراض کرنے دیں بیری کچھ میں بات نہیں آتی کہ جب کفارہ کا عقیدہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے مواخذہ کا خوف رہ کیونکر سکتا ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے گناہوں کے بدلے مسیح پر سب کچھ وارد ہو گیا یہاں تک کہ وہ ملعون قرار دیا اور تین دن ہاویہ میں رکھا۔ ایسی حالت میں اگر گناہوں کے بدلے سزا ہو تو پھر کفارہ کا کیا فائدہ ہوا۔ اصول کفارہ ہی چاہتا ہے کہ گناہ کیا جاوے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ اصول کا اثر بہت پڑتا ہے دیکھو ... کے نزدیک بہت پوتر اور قابل ... ہے۔ اور ... کا اثر ان میں اس حد تک ہے کہ ... پیشاب اور گوبر بھی پوتر اور ... کرنے والا ہیں قرار دیا گیا ہے اور ... گائے کے متعلق ... جوش ان میں ہے جس کی کچھ بھی حد نہیں یہی وجہ ہے کہ یہ امران میں بطور اصول داخل کیا گیا ہے یاد رکھو اصول بطور ماں کے ہوتے ہیں اور اعمال بطور اولاد کے۔ جب مسیح کفارہ ہو گیا ہے اور اس نے تمام گناہ ایمان لانے والوں کے اٹھا لئے پھر کیا وجہ ہے کہ گناہ نہ کئے جاویں۔ تعجب کی بات ہے کہ عیسائی جب کفارہ کا اصول بیان کیا کرتے ہیں تو اپنی تقریر کو خدا تعالیٰ کے رحم اور عدل سے شروع کیا کرتے ہیں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ جب ذبح کے بدلے بھائی بکر کو لی تو یہ کون سا انصاف اور رحم ہے۔ جب یہ اصول قرار دیا کہ سب گناہ اس نے اٹھا لئے اور بعد ان پیدا ہونے کے بھی گناہ اٹھا لئے پھر گناہ نہ کرنے کے لئے کون سا امر مانع ہو سکتا ہے۔ اگر یہ ہدایت ہوتی کہ اس وقت کے عیسائیوں کے لئے کفارہ ہوئے ہیں تو یہ اور بات تھی مگر جب یہ مان لیا گیا ہے کہ قیامت تک پیدا ہونے والوں کے گناہوں کی گٹھڑی یسوع اٹھا کر لے گیا اور اس نے سزا بھی اٹھا لی۔ پھر گنہگار کو پکڑنا کس قدر ظلم ہے۔ اول ظلم تو بے گناہ کو گنہگار کے بدلے سزا دینا بھی ظلم ہے اور پھر دوسرا ظلم یہ ہے کہ اول گنہگاروں کو گناہوں کی گٹھڑی یسوع کے سر پر رکھ دی اور گنہگاروں کو مژدہ سنا دیا کہ تمہارے گناہ اس نے اٹھا لئے اور پھر وہ گناہ کریں تو پکڑے جاویں یہ عجیب دھوکا ہے جس کا جواب عیسائی کبھی کچھ نہیں دے سکیں گے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ کفارہ پر ایمان لانے سے انسان گناہ کی زندگی سے نجات پا سکتا ہے۔ اور گناہ کی قوت اس میں نہیں رہتی تو یہ ایک ایسی بات ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ اصول ہی اپنی جڑ میں گناہ رکھتا ہے۔ گناہ سے بچنے کی قوت پیدا ہوتی ہے مواخذہ الٰہی کے خوف سے لیکن ...

کریم کو محمدی اور موسوی سلسلوں کو آغاز سے انتہا تک مطابق قرار دینا ایک متدبر سلیم الفطرت کو یہ امور سکینت قلب اور شرح صدر سے یقین دلا دیتے ہیں کہ جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات حق ہے ویسے ہی ان کی آمد ثانی بھی حق ہے اور وہ آمد ثانی ویسی ہی ہے جیسے آنحضرت مسیح کے زمانہ میں یہود کی بڑی بھاری نزاع کے وقت فیصلہ پا چکی ہے اور وہ ہے حضرت ایلیا علیہ السلام کی آمد ثانی حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شکل میں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فیصلہ حق نہ تھا اور خدا کی وحی اور سنت کے مطابق نہ تھا تو پھر ظالم یہودیوں کی جان خراش نکتہ چینیاں آپ کی پاک ذات کی نسبت حق ہیں۔ اب یا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صادق رسول مانو یا یہود کو راستی پر مانو اور ان کی تکفیر اور تکذیب کرو۔

تعجب کی بات ہے اور علمائے امت پر افسوس آتا ہے کہ ایک مقدمہ کی جو اس وقت پیش آیا ہے سابق کتابوں اور پہلی امت میں نظیر موجود ہے اور خدا کے برگزیدہ نبی کی عدالت کا ناطق فیصلہ موجود ہے پھر بھی غور نہیں کرتے اور نہیں سوچتے کہ اس انکار اور اصرار سے کس قوم سے اشتراک رکھتے ہیں۔ آج اس مسیح موعود کے وقت میں اس کے ساتھ جو نزاع انہیں پیش آئی ہے یہی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب انجیل کے ساتھ یہودیوں کو پیش آئی تھی۔ سو کس قدر ضروری ہے کہ ہمارے بھائی اس فیصلہ کے آگے گردنیں جھکا دیں جو اس راست باز نبی نے یہود کے دعویٰ کے مقابل کیا۔ یہود کے مولوی بھی تو گھبرا گھبرا کر اور گردن کی رگیں پھلا پھلا کر اس موعود کو بھی کہتے تھے کہ تو کیونکر صادق ٹھہر سکتا ہے جب کہ ہنوز ایلیا عنصری جسم کے ساتھ جیسے قبل آسمان سے نازل نہیں ہوا جیسا کہ ملاکی نبی کی کتاب کی نص صریح سے ثابت ہے مگر حضرت عیسیٰ نے انہیں یہی جواب دیا کہ ایلیا تو آ گیا اور وہ یوحنا (یحییٰ) ہے چاہو تو قبول کرو۔ بد قسمت ظاہر پرست الفاظ پر مر مٹنے والے یہود کے مولوی اس تاویل پر راضی نہ ہوئے۔ اس کو کتاب اللہ کی نص کی تحریف قرار دیا اور خدا کے سچے نبی کی تکذیب اور تکفیر کی اور خدا کی لعنت اور ابدی غضب کا استحقاق پیدا کر لیا۔ آج بھی یہودی یہی کہتے ہیں چنانچہ ہمارے پاس بھی کے ایک فاضل یہودی کی تحریر موجود ہے کہ اگر خدا ہمیں مسیح ابن مریم کی تکذیب پر گرفت کرے گا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب اس کے آگے رکھ دیں گے اور عرض کریں گے کہ خدایا تو ہی انصاف کر اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ ایلیا کا مثیل آئے گا بلکہ اس میں تو صاف لکھا ہے کہ وہی ایلیا آئے گا۔ کیا بگڑ جاتا تھا اگر تو اپنے نبی سے اتنا لکھوا دیتا کہ مثیل ایلیا آئے گا پھر تو ہم بڑی آسانی سے قبول کر لیتے اور تیرے غضب اور لعنت کی سزا میں گرفتار نہ ہوتے۔ افسوس یہی چال بعینہٖ ہمارے مولویوں نے اختیار کر رکھی ہے۔ یہ بھی یہی کہتے ہیں کہ ابن مریم کا لفظ صاف صاف کیوں ہے۔ کیوں ابن مریم کا آنا لکھا ہے کیوں حدیثوں میں یہ نہیں آیا کہ مثیل ابن مریم یا مثیل مسیح آئے گا۔ مگر انہوں نے خدا کے اس فضل اور انعام کی قدر نہیں کی جو اس امت پر مخصوص تھا کہ تمام واقع ہونے والی باتوں کی نظیریں امم سابقہ میں رحیم خدا نے قائم کر دیں۔ اور اپنی کتاب پاک میں اسی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے صاف کہا کہ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ آج پہلا موقعہ اور ایک عظیم الشان موقعہ ہم مسلمانوں کو ملا تھا۔ جب سے یہ امر الٰہی کلام مجید میں وارد ہوا ہے اس کی تعمیل کا موقعہ اور اس کی اطاعت کے ثواب کا وقت قوم کو ایسا نہیں ملا۔ ایک شخص نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ علما نے اس پر اعتراض کیا کہ مسیح موعود آسمان سے جسد عنصری کے ساتھ نازل ہونا ضروری ہے اس نے اپنے صادق ہونے کی نظیر گذشتہ صحیفوں اور اہل الذکر کی کتابوں سے پیش کی اور ایک راست باز نبی کورٹ کا فیصلہ بھی دکھایا۔ اب حق تھا کہ ہمارے علما اہل الذکر سے پوچھتے اور ان کے صحیفوں اور واقعات کی طرف رجوع لاتے اور پہلے فیصلہ کو قبول کرتے مگر ان بدقسمتوں نے دیکھ بھال کر اور ایک قوم کو لعنت کی آگ میں جلتا دیکھ کر انہی کی سوراخ میں گھسنا پسند کیا اور انہی کی زبان اور قلم اور دل کو اختیار کیا۔ اس نظیر کے علاوہ خدا کی محفوظ کتاب نے جو دعا سکھائی تھی اور جسے یہ لوگ پانچوں نمازوں میں فرض جان کر پڑھتے ہیں یعنی سورۃ فاتحہ اس میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ ایک وقت اس امت پر بھی ایسا آئے گا کہ مسیح موعود کی تکذیب سے یہود کی طرح مغضوب ہوں گے۔ چنانچہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کا فقرہ اس پر شاہد ناطق ہے۔ اب غور کرو اور بتاؤ کہ اگر یہ معنی نہیں کہ تم ہمیشہ ان یہود کی سیرت سے پناہ مانگو جو حضرت مسیح کی تکذیب کی وجہ سے مورد غضب الٰہی ہوئے تو اور اس کے کیا معنے ہیں۔ اور اگر مقدر نہیں تھا کہ ضالین یعنی نصاریٰ کے فتنہ کے وقت اسی امت میں سے سُنّۃ اللہ کے موافق ایک مسیح موعود ضرور آئے گا تو اس کی تکذیب سے اور اس کی تکذیب کے باعث غضب الٰہی سے ڈرایا گیا۔

غرض حضرت مسیح کی وفات کے ثابت ہو جانے اور حضرت مسیح موعود کے اس امت سے آنے کے ساتھ ہی ان مہدیوں کا سارا تانا بانا ٹوٹ گیا جنہیں مہدی اور مسیح خونی کے خوفناک جنگوں کے قصے اور یاجوج ماجوج کے انوکھے افسانے تراشے گئے ہیں۔

علاوہ بریں یہ آپ کا لکھنا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی ایسا اور ویسا ہے۔ نادرقفیت پر مبنی ہے۔ مہدی کی حدیثوں کو احادیث صحیحہ کہنا سخت غلطی ہے علمائے محققین ان کو موضوع قرار دے چکے ہیں اور ان کے مفاسد اور وضعیت کے اسباب کھول کھول کر بیان کیے ہیں۔ وہی حدیث ابن ماجہ کی صحیح نکلی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور مہدی ایک ہی شخص ہیں اور درحقیقت اس پرفتن وقت میں مسیح موعود سے زیادہ مہدی اور کون ہو سکتا ہے جب کہ ساری دنیا ضالین کے فتنہ سے ضلالت کے پنجہ میں گرفتار ہو چکی ہوگی اور وہ حدیث ابن ماجہ کی ہے

لَا مَہْدِیَ اِلَّا عِیْسٰی

اس حدیث کو خدا کے کلام نے اور کام نے دونوں نے سچا کر دیا۔ کلام نے حضرت عیسیٰ کو متوفی دکھا دیا تھا اور کام نے عملی طور پر ایک شخص کو اُمت کے مسیح موعود بنا کر دکھا دیا اب ظالم ہے جو اس سچائی کو چھوڑ کر جھوٹے افسانوں کی طرف جاتا اور ان حدیثوں کو پکڑے جو خدا کے زندہ کلام اور مضبوط کام دونوں کو خاک میں ملانے کی کوشش کرتی ہیں۔

خدا کے کلام قرآن کریم کی عزت اسی میں ہے کہ آج اس شخص کو سچا مان لیا جائے جس نے عیسیٰ موعود اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور ان معنوں کو صحیح تسلیم کیا جائے جو خدا کے کلام اور سنت صحیحہ کے وہ کرتا ہے۔ دجال اور یاجوج ماجوج اور ابن مریم اور مہدی کی وہی حقیقت ہے جو اس نے بیان کی ہے۔ وہ معجزات دکھاتا ہے اسی طرح جس طرح خدا کے کلام سے انبیا کی سنت ثابت ہوتی ہے

اس کی سچائی کے وہ تمام ثبوت موجود ہیں جو اگلے راستبازوں کی حقیقت کے ثبوت میں خدا نے دیئے۔ اس نے اپنے فرض منصبی کو لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ یعنی اسلام کے اظہار کو علی الملل پر بڑی عمدگی سے پورا کیا ہے۔ اس کی صداقت کے ثبوتوں اور معجزات کے منکر اپنے انکار کی تائید میں وہی باتیں پیش کرتے ہیں جو پہلے راستبازوں کے منکر پیش کرتے تھے۔ ہمیں مدت سے دلی شوق ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر علمائے وقت سے کوئی ایسا نیا اعتراض سنیں جو یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور نصرانیوں نے . . . ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ان سے پہلے ان ہی لفظوں میں نہ کیا ہو۔ خدا خدا کر کے لاہور سے ایک نئی کتاب عصائے موسیٰ نکلی تھی۔ مگر افسوس اس کے مؤلف بابو الٰہی بخش نے بھی وہی چال چلنی پسند کی جو یہودیوں اور نصرانیوں نے یادگار چھوڑی تھی۔ یہ غلط ہے کہ سید احمد خان کی تردید آپ نے نہیں کی معلوم ہوتا ہے کہ معترض سخت ناواقف ہے اور اس نے امام علیہ السلام کی کتابوں کو نہیں پڑھا۔

جس قدر اس سیاہ باطل کا ابطال حضرت مہدی علیہ السلام نے کیا اور جس دہریت کا استیصال کیا ہے اس کی نظیر نہیں۔ آئینہ کمالات اسلام میں ایک چٹھی۔ اور برکات الدعا خوفناک حربہ ہیں علیگڈھ سکول کے اصول پر۔ اور اس کے سوا حضرت کے دعویٰ اور وجود باجود خود ایک تیز درانتی ہے جس سے ان عقائد کی ناسدی بیلیں جو پاک پیڑوں کو خشک کر ڈالنے کے لئے بڑھ رہی تھیں کٹ رہی ہیں۔ جن رہ سینتوں یا اسلام کی بھی امدیگانہ خصوصیتوں پر سید کے عقائد نے پانی پھیر یعنی ملائکہ کے اس رنگ کی وجود سے انکار کیا جسے انبیا علیہم السلام نے مانا تھا

وحی اور جبرئیل کی حقیقت سے انکار کیا اور اسے منجملہ اور قوای انسانی کے ایک قوت مانا۔ اور دعا کا انکار کیا۔ یعنی منجملہ اسباب عادیہ کے کہ مادی اسباب کی طرح نتائج کے پیدا کرنے میں وہ بھی ایک قوی اور موثر سبب ہے دعا کو سبب قرار نہیں دیا بلکہ یوں ہی ایک دل خوش کن امر تصور کیا۔ غرض ان سچائیوں کی تائید اور تقویت قول اور فعل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب ہے۔ آپ نے بہت سی سعید روحوں کو اس زندہ متکلم خدا کا اس کے تازہ زندہ کلام سے اور پاک وحی اور معجزات سے لازوال یقین دلایا ہے جو ان مادہ پرستوں کے نزدیک معطل اور خاموش اور بے تصرف بت کی طرح آسمان کے کسی گوشہ میں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھا ہوا تھا۔

خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ یہاں ایک عرصہ تک قیام فرمائیں اور علوم صحیحہ اور عقائد حقہ آپ کو حاصل ہو جائیں۔ اور مہمات کے لئے شرح صدر مل جائے۔ بے اس کے بات مشکل ہے۔ والسلام

عاجز عبد الکریم ۲۰؍جولائی ۱۹۰۱ء

مسلمانوں کا خدا اور اس کے حضور میں دعا

نصف نوٹ

مفصلہ ذیل نمبروں کے تین نصف نوٹ ہر ایک قیمتی سو روپیہ ایک سال کے اندر اندر حضرت اقدس مرزا صاحب کی خدمت میں چندہ منارہ میں بھیجے گئے ہیں۔ اور ان کے باقی نصف حضور اقدس کو ابھی تک نہیں پہونچے اسلئے تمام بھائیوں سے درخواست ہے کہ جن صاحب نے یہ نوٹ بھیجے ہوں وہ اپنے نام اور پتہ سے بہت جلدی اطلاع دیں یا اگر کسی صاحب کو بھیجنے والے کا نام اور پتہ معلوم ہو تو چاہیئے کہ وہ اطلاع دیں تاکہ اگر نصف باقی بذریعہ ڈاک خانہ آنے میں گم ہوئے ہوں تو وصول روپیہ کا انتظام کیا جاوے۔ نوٹوں کے نمبر یہ ہیں۔

E A/15 76805-

E A/15 76806

E A/15 76807

ان کے علاوہ دو چھوٹے چھوٹے نوٹ اور بھی ان کے ساتھ ہیں جنکا نمبر اور قیمت حسب ذیل ہے یعنی

E A/19 ۔ 2 ۔ ۔ ۔ ۔

قیمتی دس روپے اور

E A/کی 38906

قیمتی پانچ روپے

خاکسار محمد علی از قادیان

مسدس

در شکر نعمت باری تعالی عز اسمہ

از سید مہدی حسین صاحب

یٰلَیۡتَ قَوۡمِیۡ یَعۡلَمُوۡنَ بِمَا غَفَرَ لِیۡ رَبِّیۡ وَ جَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُکۡرَمِیۡنَ

خدایا شکر ہے تیرا کہ مجکو تا دیاں لایا
مسیحائے زماں مہدی دوراں تو نے دکھلایا
بچھایا ہے جہاں خوان کرم وہ میں نے کھایا
تڑپتا تھا میں جس کے واسطے آخر اُسے پایا
مری مولا سراسر یہ تری بندہ نوازی ہے
جو آنکھ تھا وہ بخشا کس قدر یہ سرفرازی ہے

وہ دیکھا میں نے احمد جسکی سب تعریف کرتے ہیں
بشر تو کیا ملک جسکی دم الفت کا بھرتے ہیں
وہ عیسیٰ ہے کہ کافر جسکے دم سے جلد مرتے ہیں
دعا سے جسکی مردے جیتے ہیں بگڑے سنورتے ہیں
مبارک اسکی صورت مخلصوں کو بسی بھاتی ہے
جدھر جاتی ہیں حضرت ساتھ انکی جان جاتی ہے

عجب نظارۂ قدرت ہے لوگو اسطرف دیکھو
امام وقت بیٹھا ہے مجسم اسطرف دیکھو
جھکا ہے چرخ فلک اور سویا اوسطرف دیکھو
ہوئی دنیا میں رونق دین پرور اسطرف دیکھو
محمد نے خبر دی تھی اسی مہدی کے آنے کی
یہ باتیں یاد رکھنی کی نہیں ہیں بھول جانے کی

کروں کس منہ سے تیری حمد میں ہر بار یا اللہ
نہیں طاقت زباں کو ہو چلی بے کار یا اللہ
ترا فضل و کرم ہے ہر گھڑی درکار یا اللہ
میسر مجکو حضرت کا ہے دیدار یا اللہ
نہ اب ہی جنت الفردوس سے باہر مجھے کیجو
ہوں عاجز آدمی زادہ مری ہر دم خبر لیجو

کیا وعدہ وفا اے میرے داور میں تری قرباں
دعا میں کیں قبول اور پھر دکھایا لطف بے پایاں
دیا بیمار کو عیسیٰ کرے تا درد کا درماں
چمن میں بلبلیں چہکیں پھر آئی موسم باراں
گئے سختی کے دن اب تو تری رحمت کی باری ہے
گھٹا گھنگھور آئی کیا ہی خوش قسمت ہماری ہے

الٰہی مجکو قوت دے کہ بہرہ اس سے ہم پائیں
ترے اکرام سے غنچے دلوں کی کھلکھلا جائیں
ہوں سر سبز ایسے اور شاداب دشمن دیکھ شرمائیں
ہوں سبز میں ثمر ایسے کہ بدبیں دیکھ للچائیں
تری ہی دست قدرت نے ہمیں پوسا ہے پالا ہے
نگہباں ہے تو ہی گرتے ہوؤں کو تو نے سنبھالا ہے

محمد مصطفیٰ دنیا میں آئے عزت و شاں سے
کیا سیراب ہمکو خضر رہ لائے آب حیواں سے
کیا آگاہ عیسیٰ نے رموز اہل عرفاں سے
جہاں سب بھر گیا مہدی کی آئی دین کی کاں سے
براہیم آگیا اے مشرکو کعبہ کرو خالی
کوئی دم میں مٹا جاتا ہے اب افسون و جالی

غنیمت ہے یہ موقعہ یا الٰہی فضل کر اپنا
بجز تیرے کرم کے کوئی بھی ہمکو نہیں لیتا
کسی لائق نہیں میں مجھسے کچھ بھی ہو نہیں سکتا
جو تو چاہے تو پھر سب کچھ ہے انا بھی میسر ہیں
سمجھتی ہیں جو دلیں مجکو یاں مجنون و سودائی
انھیں بھی تیرے بندہ کے لئے حاصل ہو بینائی

مسیحائے زماں میری طرف بھی اک نظر کیجے
غلام بے درم ہوں کوئی خدمت مجھسے لیجے
پھر و میں گرد حضرت کی مجھے اس میں بدیجے
زیادہ گر نہیں پائی ہے میری حفاظت کیجے
وگرنہ خاکروبی آستان پاک کی دیدے
گدائے در ہوں میں مجکو تو مٹھی خاک کی دیدے

دل بیمار ہر دم میرے سینہ میں تڑپتا ہے
کلیجہ ہر گھڑی مجھ سے جدائی کی بیتا ہے
رگوں کا خون اکٹھا ہوکے سب اسطرح بہتا ہے
کہ جیسے برہمن چوکے کے اندر تام جپتا ہے
لگی ہے آگ پہلو میں ادہر بالا کھڑکتی ہے
دو جانب کے جلن سے بیٹھیا نتر دی پھڑکتی ہے

خلو مصر کا سوال - اٹلی کے سرکاری سرکلوں میں مشہور ہوا ہے کہ روسی اور فرانسیسی ملکر مصر کو خالی کرنے کی نسبت گورنمنٹ انگلستان کے ساتھ بحث کرنا چاہتے ہیں پچھلے دنوں جب ایم ڈلکیسی فرانسیسی فارن وزیر نے سنٹ پیٹرسبرگ میں زار روس سے ملاقات کی تھی اسوقت اس بارہ میں ان کے ساتھ تذکرہ کیا تھا۔ اٹلی کے ایک اخبار نے گورنمنٹ کو مشورہ دیا ہے کہ مصر کا تمام یورپ کے زیر حفاظت رہنا مناسب ہے۔

غضبناک بارش - دہلی سے پانچ میل کے فاصلہ پر موضع بہادر گڑھ میں ایک عجیب واقعہ ہوا۔ ۱۹۔ ماہ حال کو یکطرف نہایت ہی سیاہ بادل نمودار ہوئے۔ اور اس طرح مینہ برسنے لگا کہ گویا فوارے جاری ہو گئے ہیں اور آناً فاناً کمر تک جل تھل ہو گیا۔ تازہ رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ اس علاقہ میں کہیں بارش بیس انچ سے کم نہیں ہوئی۔ تمام کھیتوں کی تخم ریزی بہہ گئی۔

مسلمانان ہند کی نسبت ایک جرمن کی بکواس - جرمنی کے ایک کونٹ نے جو ہندوستان میں دو سال رہا ہے۔ اپنے وطن میں پہنچکر مسلمانان ہند اور برٹش گورنمنٹ کے تعلقات کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے جسمیں مسلمانوں کی وفاداری اور عقیدتمندی کی نسبت بہت کچھ بے بنیاد اور جھوٹی بکواس کی ہے حتیٰ کہ "انگریزوں کو اپنی اسلامی رعایا پر مطلق اعتبار نہ کرنا چاہیئے کیونکہ میں نے ایک مسلمان کے گھر ایک تصویر آویزاں دیکھی جسمیں ایک طرف سلطان المعظم اور دوسری طرف قیصر جرمنی بیٹھے تھے"۔ اسی عقل کے اندھے مصنف نے اپنے پیمانہ کے مطابق ہندوستانیوں کا اندازہ کیا ہے کہ "یہ برٹش راج کے سخت مخالف ہیں جو اپنے گھروں میں اس قسم کی تصویریں رکھتے ہیں۔ اور آگے چل کر یہاں تک لکھ مارا کہ" روسیوں کے پنجاب پر حملہ کرتے ہی ہندوستان کے تمام مسلمان یک دل ہوکر ان سے جا ملیں گے"۔ ہندوستان کے تمام لوگ بلا کسی استثنا کے اس قسم کے مصنف اور اس کی تصنیف کو جو از سر تا پا جھوٹ سے پر ہے نہایت ہی مذموم خیال کریں گے۔ بلکہ اسکی مؤثر طور پر تردید کرنے کی کوشش کریں گے جو دنیا میں ہند کی مضر غلط فہمی پھیلانے والی ہے۔ پھر مصنف مذکور لکھتا ہے کہ "جب میں حیدرآباد دکن میں سیاحت کر رہا تھا تو اس ریاست کے ایک مسلمان عہدہ دار نے روسی رعایا ہونے کی خوشی ظاہر کی تھی"۔ مصنف مذکور کا یہ کہنا مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا کیونکہ ہندوستان میں کوئی سلیم العقل شخص اس امر کو باور نہیں کر سکتا۔ اگر مصنف کو ذرا بھی اصلیت سے آگاہی ہوتی تو اس قسم کی مضحکہ انگیز تحریر درج کرتا جس کے واسطے کوئی بھی دلیل نہیں دی گئی۔

شرمناک مقدمہ - صاحب اخبار "فرنڈ" رقمطراز ہیں کہ "انگلستان کی ایک عدالت میں نہایت شرمناک مقدمہ طلاق فیصل ہوا ہے۔ جس سے صریح انگلستان کا وقار ثابت ہوتا ہے جسکو ہر حال میں صداقت کا قائم رکھنا مد نظر ہے۔ ریورنڈ جیمس ٹامسن جسکی بیوی کو طلاق کی ڈگری دی گئی ہے۔ ایک لڑکی کے ساتھ منہ کالا کرنے کے جرم میں بارہ ماہ کی قید بامشقت بھگت رہا ہے۔ یہ جرم اس سے اسوقت سرزد ہوا تھا جب یہ سوتھمٹن کے قریب مقام بیولو میں کیرڈ مینی نائب پادری تھا۔ مگر ان تحقیقات میں ثابت ہوا کہ ملزم پہلے فوج میں ملازم تھا۔ لیکن میخوار اور رند تھا۔ اس لئے اس کے افسروں نے اسکو بحالت مخموری پریڈ میں شامل ہونے کے جرم میں سروس سے علیحدہ کر دیا تھا تاہم چونکہ یہ ایک چلتا پرزہ آدمی تھا اسکو اس گرجا میں ملازمت حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی۔ کچھ عرصہ سے نائب پادریوں کے عہدہ کے واسطے لائق آدمی میسر نہیں ہوتے۔ اسلئے مجبوراً اس شخص کو عہدہ مذکور پر مامور کرنا پڑا تھا۔

رسم تاج پوشی - سوال کیا جاتا ہے کہ شاہ ایڈورڈ ہفتم کو کون شخص تاج پہنائے گا؟ ہر ایک شخص جانتا ہے کہ "آرک بشپ آف کنٹربری۔" یہ رسم ادا کرینگے۔ مگر اس عہدہ کا تقرر شہنشاہ کی مرضی پر موقوف ہے گذشتہ دو صدیوں سے یہ رسم جاری ہے۔ مگر اس سے پہلے شہنشاہ کسی آدمی کو اس کام کے لئے منتخب کرلیا کرتے تھے لیکن چونکہ یہ حق تک زائل نہیں ہوا اسلئے ممکن ہے کہ شاہ ایڈورڈ ہفتم اسکو عمل میں لائیں۔ اور بشپ آف ونچسٹر کو اس غرض کے واسطے منتخب کریں۔ ڈاکٹر رنڈل ڈیوڈسن بھی شاہی خاندان کے مقربین میں سے ہیں۔ انکا منتخب ہونا بھی ممکنات میں سے ہے۔

خوش الحان جانور پرندے - کینری مشہور گانے والا پرندہ ہے جس کے جرمن لوگ نہایت مشتاق ہیں۔ اس ملک میں یہ ہر سال دو لاکھ پچاس ہزار سدھائے جاتے ہیں جنمیں سے ایک لاکھ امریکہ کو اور پچاس ہزار انگلستان کو بھیجے جاتے ہیں اور ایک لاکھ جرمنی میں رہتے ہیں۔

گیس سے چوہوں کی تباہی - جہازوں پر چوہوں کو تباہ کرنے کا یہ ڈھنگ نکالا گیا ہے کہ تختہ جہاز پر گندھک اور آتش کا مرکب جلا دیتے ہیں۔ چوہے اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ مگر سانس لیتے ہی بیہوش ہو جاتے ہیں۔ ایک جہاز "ور کور کھا" نام پر اسی طرح ایک منٹ میں کئی سو چوہے ہلاک کئے گئے تھے۔ اس مسالہ سے مسافروں کو مطلق نقصان نہیں پہنچا

قانون انتقال اراضی پنجاب

اس بحث کے متعلق زراعت پیشہ لوگوں کی جو فہرست شائع کی گئی ہے اس سے بالعموم لوگوں کا اطمینان نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ غیر مکمل بیان کی جاتی ہے اس لئے جن لوگوں کی حق تلفی ہوئی ہے وہ مٹنگ منعقد کرکے مؤدبانہ استدعائیں گورنمنٹ کی خدمت میں اپنی حق رسی کے واسطے کرنا چاہتے ہیں۔

دختر کشی

اموات و پیدائش پنجاب کی سالانہ رپورٹ حضور سر سیکورٹہ ینگ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے ریمارک فرمایا ہے کہ اضلاع امرتسر جالندھر اور ہوشیارپور میں جہاں سکھوں کی آبادی زیادہ ہے لڑکیاں زیادہ مری ہیں سال ماسبق میں بھی اسی قسم کی شکایت ہوئی تھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان اضلاع میں ابھی دختر کشی کی رسم جاری ہے امسال ضلع ہوشیارپور کی اعداد میں بھی اضافہ پایا گیا ہے۔ قحط نے بھی غرباء کی ہلاکت میں بہت کچھ امداد دی جس کی عموماً ہندو آبادی میں بہت بھاری شکایت تھی۔ مگر اس رپورٹ میں طاعون کا مطلق ذکر نہیں ہے غالباً اس کی نسبت علیحدہ کیفیت شائع ہوئی ہوگی۔

خیوا میں اہل ہند کے ترکہ کی حالت

کچھ عرصہ گذرا ہے کہ گورنمنٹ بمبئی نے انڈیا آفس لندن سے استصواب کیا تھا کہ جو ہندوستانی خیوا میں فوت ہوں ان ترکہ کا کیا حشر ہوتا ہے۔ اس کے متعلق لمبی چوڑی خط و کتابت کے بعد فارن آفس روس نے جواب دیا ہے کہ اس ملک میں اہل ہند کے ترکہ کی وہی حالت ہوگی۔ جو رعایائے خیوا نے دیگر فرقہ کے لوگوں کے ورثہ کی ہوتی ہے یعنی اگر متوفی کا وارث موجود ہو تو اس کی جائداد قاضی کی منظوری سے اس کے حوالہ کی جاتی ہے۔ ورنہ ایک سال تک بجنسہ امانت رہتی ہے۔ اگر اس عرصہ میں کوئی دعویدار پیدا نہ ہو تو یہ خیرات میں صرف کی جاتی ہے بعض متوفی کے وارث ممالک غیر میں رہتے ہوں وہ روسی سفیر کی مصدقہ شہادت وسارٹیفکٹ وارثان وراثت پیش کرنے سے جائیداد مذکورہ لے سکتے ہیں۔ اخیر میں درج ہے کہ خیوا میں کوئی ہندوستانی موجود نہیں ہے اور نہ ہی کبھی کوئی وہاں آباد ہوا ہے۔ مگر یہ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ خط و کتابت مذکورہ کا اقتباس ہندوستان کی تمام عدالتوں اور ججوں کی آگاہی کے واسطے مشتہر کیا گیا ہے۔ بخارا اور تاشقند میں شکارپور سندھ کے بہت مہاجن موجود ہیں۔

دریائے کابل پر پل

نوشہرہ میں دریائے کابل پر تحال عارضی پل تعمیر کرنے کا فیصلہ ہو گیا ہے جو کہ پیپوں پر تیار کیا جائے گا تاہم وہاں ایک پختہ پل ریلوے بنانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جس کی لاگت کا تخمینہ پانچ لاکھ روپیہ کیا گیا ہے۔

شہنشاہ چین کا فرمان

شہنشاہ چین نے اہل تبت کو دیسی عیسائیوں کے مال و جان کی حفاظت کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس سرحد میں کچھ ۲ ہزار چینی لشکر وارد ہیں۔

عجیب بات ہے

مشہور ہے یہ عجیب خبر سنی ہے کہ وہاں ایک عورت بچہ کو اٹھائے ہوئے اناج کے کھیت سے گذر رہی تھی کہ ٹڈیوں کے ایک بڑے ہجوم نے اس پر حملہ کیا جس سے وہ ڈر کر بچہ کو پھینک کر بھاگ گئی اور چند منٹوں کے بعد جب واپس آئی تو یہ دیکھکر سخت متحیر ہوئی کہ اس معصوم بچہ کا تمام گوشت ٹڈیاں کھا گئیں تھیں صرف ہڈیوں کا پنجر باقی رہ گیا تھا۔

جدید کمشنری

ملتان کی جدید کمشنری میں اضلاع جھنگ۔ ملتان۔ مظفرگڑھ ڈیرہ غازیخان۔ اور میانوالی شامل ہونگے مقام مؤخر الذکر میں جدید ضلع قائم کیا جائے گا۔

جدید ضلع

قسمت راولپنڈی میں بھی ایک نیا ضلع قائم کیا جائے گا جسمیں تحصیلات اٹک۔ فتح جنگ۔ پنڈی گھیب و تلہ گنگ شامل ہونگی۔ قسمت لاہور۔ اس قسمت سے اضلاع جھنگ و ملتان نکال کر اس میں اضلاع سیالکوٹ اور گوجرانوالہ شامل کئے جائیں گے۔

جدید مجموعہ ضابطہ دیوانی

یہ ضابطہ ماہ اکتوبر میں سر ہیم ٹیمس لیجسلیٹو کونسل ہند کے پیش ہوگا۔

بدمعاش کابلی

ملی پور میں ایک بدمعاش کابلی قرضہ وصول کرنے کے بہانے سے ایک مسلمان کے گھر میں گھس گیا اور مستورات کی بےحرمتی کرنے لگا۔ اسکو صاحب مجسٹریٹ کی اجلاس سے ایک ماہ قید اور پچاس روپے جرمانہ ہوا۔

بوئر بھاگ گیا

برمودا کے بوئر قیدیوں میں سے ایک شخص بھاگ گیا ہے پولیس اس کے درپے ہے۔

پیغامات مبارک بادی

شاہ اٹلی کے ایوان شاہی میں شہزادے کے تولد ہونے سے دو تین روز پیچھے چھبیس ہزار پیغامات مبارک بادی بذریعہ تار پہنچے اور اس موقعہ کی یادگار میں بیس ہزار درخواستیں مختلف اغراض کے واسطے طلب نقدی گذریں۔

تعجب ہے

ایک امریکن بہرے۔ گونگے۔ اندھے کے کان حال میں کھل گئے ہیں۔ اور ایک کیمیکل طریق سے صاف بولنے بھی لگ گیا ہے۔ اور اعلے درجہ کا ٹائپ رائٹر ہے۔

شرفِ قبولیت

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی ادام اللہ فیوضہ کا جو خط سید حامد شاہ صاحب حسین صاحب احمدی کے نام اسی نمبر میں دوسری جگہ چھپا گیا ہے وہ حضرت اقدس حجۃ اللہ امام آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور بھی پڑھا گیا حضرت اقدس اسکو سنکر بہت محظوظ ہوئے اور مولوی صاحب کو جزاک اللہ فرمایا اور فرمایا کہ آپ کے جس قدر مضامین اخبار الحکم میں نکلا کریں آپ اشاعت سے پہلے یہاں کی دوستوں کو بھی سنا یا کریں ان سے بہت فائدہ پہونچتا ہے۔ خط کے مضمون پر مختصرا فرمایا کہ مہدی کے بارہ میں جو حدیثیں ہیں وہ علما کے نزدیک سب کی سب قریبا مجروح مضروب ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ حقیقت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ایک ایسا ناطق فیصلہ ہے کہ اس کے بعد مسیح کی وفات اور نزول کے متعلق کسی بحث کی ان مخالفوں کو کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ ہم کو تو تعجب ہو کہ اب کیوں شور مچاتے ہیں اگر واقعی مسیح نے ہی آخر ناتھا اور وہ زندہ آسمان پر بیٹھا ہوا تھا تو انکو اسوقت رونا چاہیئے تھا جبکہ حضرت ابو بکر نے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل پڑھا تھا کیونکہ اگر صحابہ اور پیغمبر کے بیان کے مطابق مسیح نے ہی آخر نا تھا تو اس آیت کے پڑھنے سے کیا غرض ہو سکتی تھی انھوں نے تو یہ آیت پڑھ کر تنبیہ ہی چکا دیا تھا کہ مسیح مر چکا ہے اور اب اس کے آنیکی کچھ امید نہ رکھو بلکہ آنے والا اسی اُمت میں سے ہو گا۔ اصل یہ ہے کہ جو فیصلہ ہو چکا ہے انکو شرارت سے دراست دیجاتی ہے حضرت ابو بکر نے اسی فراست سے اس جھگڑے کو فیصل کر دیا اب ان کا رونا اور چلانا بیفائدہ ہے۔

خیال زلف دوتا میں نصیر پیٹا کر
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

(ایڈیٹر)

بیعت

خدا داد صاحب۔ گموگمیاٹ۔ شاہ پور ڈاک خانہ لون میانی۔
عبد الخالق صاحب معہ زوجہ
مولی داد صاحب سوار شہید محلہ کشمیرہ حال راجپورہ ضلع ڈیرہ دون
میاں محمد صاحب دار شہر کٹھ بمبئی سنگھ
نور حسین بیگ صاحب قلعہ حیدر سیاکن موضع ضلع جہلم نزدیک رہتاس
شہاب الدین صاحب بھیں
حکیم غلام محمد صاحب نہر و ہسپتال ریلوے یوگنڈا افریقہ مشرقی
مولوی عبد الدیان صاحب۔ سیاکن زیارت کا کا صاحب حال مارڈ مردان مکان بابو شاہ دین صاحب
پیران بخش صاحب خانساماں سیالکوٹ
کرم الٰہی صاحب مدرس بورڈ کی پیاول بخش والے ضلع و ڈاکخانہ سیالکوٹ
پیر محمد صاحب اینڈ کو سیالکوٹ شہر بازار رسا جہ
عبد العزیز صاحب معرفت اللہ دتا صاحب نائب مدرس مدرسہ قلعہ دیدار سنگھ تحصیل و ضلع گوجرانوالہ
قمر الدین صاحب
عیسیٰ صاحب معہ اہلیہ چھانگو وال ضلع گورداسپور۔
نظام الدین صاحب معہ اہلیہ
غلام محمد عرف کاکا صاحب
اکبر علی صاحب لاہور کوچہ سید مبارک مکان مائی موراں عقب شکلی۔

غلام احمد صاحب۔ سندھو کو بوپڑہ متصل ذو رحصم تحصیل شپن ڈاک خانہ وزیر
حکیم عبد السبحان صاحب۔
پیر برکت علی صاحب۔ سیالکوٹ
عبد الاکبر صاحب۔ خزانہ۔ پٹیالہ
غلام دین صاحب کھو کھو وال نمبر چک ۲۷۶ ضلع جھنگ ڈاکخانہ کوچرا تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
عنایت اللہ صاحب مدرس ہیڈ ماسٹر تارہ وال ضلع سیالکوٹ
الٰہیار صاحب۔ مکا گوجران ڈاکخانہ پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور حال نائب مدرس مدرسہ وڈالہ باگیر ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور
ولایتی صاحب نان پز باورچی ملازم جناب نواب محمد علی خان صاحب مالیر کوٹلہ
نبی بخش صاحب مکان منشی غلام الدین صاحب ایجنٹ نقول صدر دھرسال ضلع کانگڑہ
منشی نواب شاہ صاحب۔ بستی وارہ ضلع لودھیانہ حال معلم سوار کا ہرم سنگھ موضع کانت گرکلو ریاست پٹیالہ ضلع برنالہ ڈاک خانہ شیر پور
منشی محمد صادق صاحب ولد شیخ علیم صاحب۔ بٹالہ۔ گورداسپور حال کلکتہ معرفت ڈاکٹر محمد شریف خان صاحب احمدی اسسٹنٹ سرجن کلکتہ
محمد حسین صاحب۔ شہر کراچی بندر محلہ بازار کوچہ نعلبندان معرفت جناب حافظ ورس مدرس
محمد عبد الحفیظ صاحب۔ عسکر بنگلور محمد بلاک بی نو ۲ اسٹریٹ نمبر مکان ۲۰ زمرہ احمدیہ المعروف وکیل اسلام
محمود صاحب خیاط۔ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔
محمد جہانگیر خان صاحب نائب مدرس مدرسی کشن سکول بھونگام ضلع مین پوری
عبد المجید صاحب۔

الراقم سراج الحق

الحکم احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے چھپا

کا خوف کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ یہ مان نہ دیا ہے کہ ہمارے گناہ یسوع نے اٹھا لئے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ایسے اصول کا انسان کبھی متقی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ ہر ایک کام کو جس کی بنا تقویٰ کے اصولوں پر ہو ضروری نہیں سمجھے گا۔ یہ خوب یاد رکھو کہ پاک باطنی ہمیشہ اصولوں ہی سے شروع ہوتی ہے ورنہ

خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

پھر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کفارہ کا مسئلہ ماننے والوں نے...... پاک باطنی کی کیسی نظیریں کیا قائم کی ہیں۔ یورپ کی بد اعمالیاں سب کو معلوم ہیں۔ شراب جو ام الجرائم اور ام الخبائث ہے اس کی یورپ میں اسقدر کثرت ہے کہ اس کی نظیر کسی دوسرے ملک میں نہیں ملتی۔ جیسے کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ اگر لنڈن کی شراب کی دوکانوں کو ایک لائن میں رکھا جائے تو کچھ تر میل تک چلی جاویں۔ جس حالت میں ان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہر ایک گناہ کی معافی کا سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے اور جس قدر گناہ کوئی کرے وہ معاف ہیں اب سوچکر عیسائی ہم کو جواب دیں کہ اسکا اثر کیا پڑے گا۔ اگر نعوذ باللہ ہمارا یہ اصول ہوتا تو پھر اس کا کتنا برا اثر پڑتا۔ نفس امارہ تو سہارا ہی تلاش کرتا ہے جیسے شیعوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سہارا لے لیا اور تقیہ کی آڑ میں جو کچھ کہہ لیں سو تھوڑا ہے۔ میں اسی تقیہ اور امام حسین کے مذہب کے اصول کی بنا پر دلیری سے کہتا ہوں کہ شیعوں میں متقی کم نکلیں گے۔ خلیفہ محمد حسن صاحب نے لکھا ہے کہ فدیناہ بذبح عظیم سے جو قرآن میں آیا ہے امام حسین کا شہید ہونا نکلتا ہے اور اس نکتہ پر بہت خوش ہوئے ہیں کہ گویا قرآن شریف کے مغز کو پہنچ گئے ہیں انکی اس نکتہ دانی پر مجھے ایک پوستی کی حکایت یاد آئی۔ وہ یہ ہے کہ ایک پوستی کے پاس ایک لوٹا تھا اور اس میں سوراخ تھا جب رفع حاجت کو جاتا اس سے پیشتر کہ وہ فارغ ہو کر طہارت کرے سارا پانی لوٹے سے نکل جاتا تھا آخر کئی دن کی سوچ اور فکر کے بعد اس نے یہ تجویز نکالی کہ پہلے طہارت ہی کر لیا کریں۔ اور اپنی اس تجویز پر بہت ہی خوش ہوا۔ اسی قسم کا نکتہ اور لغو ان کو ملا ہے جو فدیناہ بذبح عظیم سے امام حسین کی شہادت نکالتے ہیں۔ شیعہ لوگوں کی مسجدیں تک تو صاف نہیں رہ سکتی ہیں ہم ایک شیعہ استاد سے پڑھا کرتے تھے۔ اور وہاں کتے پیشاب و پاخانہ پھر جاتے تھے اور مجھے یاد نہیں ہے کہ کسی نے کبھی وہاں نماز پڑھی ہو۔ شیعہ یہی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے امام حسین اور اہل بیت شہید ہو چکے ہیں ان کے غم میں رو لینا اور ماتم کرنا یہی کافی ہے جنت کے لئے اور کسی عمل کی بجز اس کے ضرورت نہیں اور ایسا ہی عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح کا خون ہمارے لئے کافی ہوا۔ اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر کثرت سے گناہوں پر بھی بازپرس ہوتی ہے اور جہنم میں بھی انکی سزا ملتی ہے تو پھر یہ نجات کیسی ہے۔؟

اس اصول کا اثر درحقیقت بہت برا پڑا ہے اگر یہ اصول نہ ہوتا تو یورپ کے ملکوں میں اس کثرت سے فسق و فجور نہ ہوتا اور اس طرح پر بدکاری کا سیلاب نہ آتا جیسے اب آیا ہوا ہے لنڈن اور پیرس کے ہوٹلوں اور پارکوں میں جا کر دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ اور ان لوگوں سے پوچھو جو وہاں سے آتے ہیں آئے دن اخبارات میں ان بچوں کی فہرستیں جنکی ولادت ناجائز ولادت ہوتی ہے شائع ہوتی ہیں۔

ہم تو اصول ہی کو لیں گے ہمارے اصول میں تو یہ لکھا ہے کہ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ اب اس کا اثر تم خود سوچ لو گے کیا پڑے گا۔ یہی کہ انسان اعمال کی ضرورت کو محسوس کرے گا اور نیک عمل کرنے کی سعی کرے گا برخلاف اس کے جب یہ کہا جاوے گا کہ انسان اعمال سے نجات نہیں پا سکتا۔ تو یہ اصول انسان کی ہمت اور سعی کو پست کر دے گا۔ اور اسکو بالکل مایوس کر کے بیدست و پا بنا دے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کا اصول انسانی قویٰ کی بھی بےحرمتی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی قویٰ میں ایک ترقی کا مادہ رکھا ہے لیکن کفارہ اسکو ترقی سے روکتا ہے جو ابھی میں نے کہا ہے کہ کفارہ کا اعتقاد رکھنے والوں کے حالات آزادی اور بے قیدی کو جو دیکھتے ہیں تو یہ اسی اصول کی وجہ سے ہے کہ کتے اور کتیوں کی طرح بدکاریاں ہوتی ہیں۔ لنڈن کے ہائڈ پارک میں علانیہ بدکاریاں ہوتی ہیں اور حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں پس ہمکو صرف قیل و قال تک ہی محدود رکھنا چاہیئے بلکہ اعمال صالحہ ہونے چاہئیں۔ جو اعمال کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ سخت ناعاقبت اندیش اور نادان ہے قانون قدرت میں اعمال اور ان کے نتائج کی نظیریں تو موجود ہیں کفارہ کی نظیر کوئی موجود نہیں مثلاً بھوک لگتی ہے تو کھانا کھا لینے کے بعد وہ فرو ہو جاتی ہے یا پیاس لگتی ہے پانی سے جاتی رہتی ہے تو معلوم ہوا کہ کھانا کھانے یا پانی پینے کا نتیجہ بھوک کا جاتے رہنا یا پیاس کا بجھ جانا ہوا۔ مگر یہ تو نہیں ہوتا کہ بھوک لگے زید کو اور بکر روٹی کھا لے اور زید کی بھوک جاتی رہے اگر قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر موجود ہوتی تو شاید کفارہ کا مسئلہ مان لینے کی گنجائش رکھتا لیکن جب قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں ہے تو انسان جو نظیر دیکھ کر ماننے کا عادی ہے اسے کیونکر تسلیم کر سکتا ہے۔ عام قانون انسانی میں بھی اس کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ زید نے خون کیا ہو اور خالد کو پھانسی ملی ہو۔ غرض یہ ایک ایسا اصول ہے جس کی کوئی نظیر ہرگز موجود نہیں ہے

میں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں

یصعد الیہ کلمۃ الطیب خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے اسوقت ہمارے قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں۔ لیکن فتح اور نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کان حقا علینا نصر المؤمنین مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے اور لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا اللہ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا اسلئے یاد رکھو کہ تمہاری فتح تقویٰ سے ہے ورنہ عرب تو نرے گنوار اور خطیب اور شاعر ہی تھے انھوں نے تقویٰ اختیار کیا خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے انکی امداد کے لئے نازل کئے تاریخ کو اگر انسان پڑھے تو اسے نظر آئیگا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں وہ بجائے طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی اب ہم کو کوئی بتاوے کہ انسان ایسا کر سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے اور صرف تقویٰ محبت الٰہی کو جذب نہیں کرتا والذین ھم محسنون بھی ہوں متقی کے معنے ہیں ڈرنے والا۔ ایک ترک شر ہوتا ہے اور ایک افاضہ خیر متقی ترک شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور محسن افاضہ خیر کو چاہتا ہے۔ میں نے اس کے متعلق ایک حکایت پڑھی ہے کہ ایک بزرگ نے کسیکی دعوت کی اور اپنی طرف سے مہمان نوازی کا پورا اہتمام کیا اور حق ادا کیا جب وہ کھانا کھا چکے تو بزرگ نے بڑے انکسار سے کہا کہ میں آپ کے لائق خدمت نہیں کر سکا۔ مہمان نے کہا کہ آپ نے مجھپر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ میں نے احسان کیا ہے۔ کیونکہ جسوقت تم مصروف تھے میں نے تمہارے مکان کو آگ نہیں لگا دی۔ اگر میں تمہاری املاک کو آگ لگا دیتا تو کیا ہوتا غرض متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے اس سے آگے دوسرا درجہ افاضہ خیر کا ہے جسکو یہاں محسنون کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے کہ نیکیاں بھی کرے پورا راستباز انسان تب ہوتا ہے جب بدیوں سے پرہیز کرکے یہ مطالعہ کرے کہ نیکی کونسی کی ہے؟

کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوکر چاء کی پیالی لایا جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپ کے سر پر گر پڑی آپ نے تکلیف محسوس کرکے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا غلام نے پڑھا والکاظمین الغیظ یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کظمت غلام نے پھر کہا والعافین عن الناس۔ کظم میں انسان غصہ دبا لیتا ہے اور اظہار نہیں کرتا ہے مگر اندر سے پوری رضامندی نہیں ہوتی اس لئے عفو کی شرط لگا دی ہے آپ نے کہا کہ میں نے عفو کیا پھر پڑھا واللہ یحب المحسنین محبوب الٰہی وہی ہوتے ہیں جو کظم اور عفو کے بعد نیکی بھی کرتے ہیں آپ نے فرمایا جا آزاد بھی کیا۔ راستبازوں کے نمونے ایسے ہیں کہ چاء کی پیالی گرا کر آزاد ہوا۔ اب بتاؤ کہ یہ نمونہ اصول کی عمدگی ہی سے پیدا ہوا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاستقم کما امرت یعنی سیدھا ہو جا کسی قسم کی بداعمالی کی کجی نہ رہے پھر راضی ہوں گا آپ بھی سیدھا ہو جا اور دوسروں کو بھی کر عرب کے لئے سیدھا کرنا کس قدر مشکل تھا۔

باقی آئندہ

ڈائری

امام ہمام علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب بھیروی

۲۰ر جولائی سنہ ۱۹۰۵ء

مفتی الٰہی بخش صاحب الہام کے رفیق اور ان کی تصنیف عصائے موسیٰ کا کچھ ذکر تھا۔ کسی نے کہا کہ فلاں شخص ان لوگوں کو چال چلن کی نسبت ایسی بات کہتا تھا فرمایا۔ (ہم اس میں نہیں پڑتے اور نہ ہم اس طرح ذاتیات میں دخل دیتے ہیں۔ یہ بات تقویٰ کے برخلاف ہے۔)

ابو محمد صاحب نے ذکر کیا کہ انھوں نے عصائے موسیٰ میں کئی باتیں واقعات کے برخلاف لکھی ہیں۔ اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ (ہم نے ضرورۃ الامام میں یہ ظاہر کیا تھا کہ ہمیں ان پر حسن ظن ہے مگر افسوس کہ انھوں نے اس طرح واقعات کے برخلاف امور لکھکر ہمارے اس حسن ظن کو دور کر دیا ہے کسی دوسرے شخص کی عبارت نقل کرکے الٰہی بخش صاحب میری نسبت اور میرے والد صاحب کی نسبت ہتک کے لفظ استعمال کرتے ہیں کہ وہ ایسے مفلس تھے تقویٰ کا خاصہ ہے کہ محض جھوٹ نقل کرے۔ ناقل بھی تو ذمہ وار ہوتا ہے۔ اگر الٰہی بخش صاحب کے ساتھ ہمارے تعلقات ایسے پرانے نہ ہوتے اور وہ ہماری خاندان کے حالات سے واقفیت نہ رکھتے اور کسی دور علاقہ کے رہنے والے ہوتے اور سر لیپل گریفن کی کتاب رئیسان پنجاب میں میرے والد صاحب کا ذکر نہ پڑھا ہوتا اور غدر میں سرکار انگریزی کو پچاس سواروں کی مدد کے حال سے وہ ناواقف ہوتے تو میں ان کو معذور

سمجھتا۔ مگر اب تو اُن کے تقویٰ کا خوب اندازہ ہو گیا۔)

فرمایا (ساری کل انسان کی صحت اور ایمان کی خدا کے ہاتھ میں ہے)

کسی نے ذکر کیا کہ کوئی اعتراض کرتا تھا کہ مولوی عبد الکریم صاحب کی تحریر میں سختی ہوتی ہے۔ فرمایا

(ہر ایک امر کے لیے موقع ہوتا ہے)

ایک مولوی کو عین مسجد میں بدکاری کرتے ہوئے دیکھے تو دیکھنے والا ضرور کہیگا کہ یہ بدذات ہے دین کی بے عزتی کرتا ہے۔ مگر جو شخص نہیں جانتا کہ محل اور موقع کون سا ہے وہ دھوکا کھاتا ہے۔ ایک شخص خواہ مخواہ افترا کرتا ہے۔ بہتان باندھتا ہے۔ گالیاں دیتا ہے۔ ایک دو تین بلکہ بیسیوں تک نوبت پہونچاتا ہے۔ خواہ مخواہ کہا جائے گا کہ یہ بیجا ہے جو شخص قرآن شریف کے لئے غیرت نہیں رکھتا وہ کیا ہے۔ غضب خدا نے بیجا نہیں بنایا اُسکا خراب استعمال بیجا ہے کسی نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ کفر کے وقت تم بڑے غصہ والے تھے اب غصہ کا کیا حال ہے۔ فرمایا غصہ تو اب بھی وہی ہے مگر پہلے اُس کا استعمال بیجا تھا اب ٹھکانہ پر لگ گیا ہے۔ یہ اعتراض تو صانع پر ہوتا ہے کہ اُس نے غصہ کی قوت کیوں بنائی۔ در اصل کوئی بھی قوت بری نہیں۔ بد استعمالی بری ہے۔ قرآن شریف میں انجیل کی طرح یہ حکم نہیں دیا کہ خواہ مخواہ ماکھاتے رہو۔ ہماری شریعت کا یہ حکم ہے کہ موقع دیکھو اگر نرمی کی ضرورت ہے خاک سے مل جاؤ۔ اگر سختی کی ضرورت ہے سختی کرو جہاں عفو سے صلاحیت پیدا ہوتی ہو وہاں عفو سے کام لو۔ نیک اور باحیا خدمتگار گر قصور کرے تو بخشدو مگر بعض ایسے تیرہ طبع ہوتے ہیں کہ ایک دن بخشو تو دوسرے دن دگن بگاڑ کرتے ہیں وہاں سزا ضروری ہے۔ اور عملی طور پر انجیل میں سختی

دکھائی گئی ہے جہاں حضرت مسیح نے مخالفین کو بے ایمانوں اور سانپوں اور سانپوں کے بچے کہا ہے۔ خدا نے بھی جھوٹے پر لعنت کی ہے اور دیگر اس قسم کے لفظ استعمال فرمائے ہیں۔)

فرمایا قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مومن کی دو مثالیں بیان فرمائی ہیں ایک مثال فرعون کی عورت سے ہے جو کہ اس قسم کے خاوند سے خدا کی پناہ چاہتی ہے۔ یہ اُن مومنوں کی مثال ہے جو نفسانی جذبات کے آگے گر گر جاتے ہیں اور غلطیاں کر بیٹھتے ہیں پر پچھتاتے ہیں متوبہ کرتے ہیں۔ خدا سے پناہ مانگتے ہیں۔ اُن کا نفس فرعون سے خاوند کی طرح اُن کو تنگ کرتا رہتا ہے۔ وہ لوگ نفس لوامہ رکھتے ہیں۔ بدی سے بچنے کے لئے ہروقت کوشاں رہتے ہیں۔ دوسرے مومن وہ ہیں جو اس سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔ وہ صرف بدی ہی سے نہیں بچتے بلکہ نیکیوں کو حاصل کرتے ہیں اُن کی مثال اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم سے دی ہے **احصنت فرجہا فنفخنا فیہا من روحنا**۔ ہر ایک مومن جو تقویٰ و طہارت میں کمال پیدا کرے وہ بروزی طور پر مریم ہوتا ہے اور خدا اس میں اپنی روح پھونک دیتا ہے جو کہ ابن مریم بنجاتی ہے۔ زمخشری نے بھی اس کے یہی معنے کئے ہیں۔ کہ یہ آیت عام ہے۔ اور اگر یہ معنی نہ کئے جاویں تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ مریم اور ابن مریم کے سوا مس شیطان سے کوئی محفوظ نہیں اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ تمام انبیاء پر شیطان کا دخل تھا۔ پس در اصل اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن جو اپنے تئیں اس کمال کو پہونچائے خدا کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے اور وہ ابن مریم بنجاتا ہے اور اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ اس امت میں ابن مریم پیدا ہوگا۔ تعجب ہے کہ لوگ اپنے بیٹوں کا نام محمد اور عیسیٰ اور موسیٰ اور یعقوب اور اسحاق اور اسمٰعیل ابراہیم رکھ لیتے ہیں اور اُسکو جائز جانتے ہیں

پر خدا کے لئے جائز نہیں جانتے کہ وہ کسی کا نام عیسیٰ یا ابن مریم رکھدے۔

کسی کے سوال پر فرمایا

(مخالف کے پیچھے نماز بالکل نہیں ہوتی پرہیزگار کے پیچھے نماز پڑھنے سے آدمی بخشا جاتا ہے نماز تو تمام برکتوں کی کنجی ہے۔ نماز میں دعا قبول ہوتی ہے۔ امام بطور وکیل کے ہوتا ہے اسکا اپنا دل سیاہ ہو تو پھر وہ دوسروں کو کیا برکت دیگا۔)

فرمایا۔ یہود کہا کرتے ہیں کہ ہم تو قیامت کے دن خدا کے آگے ملاکی نبی کی کتاب رکھدینگے اور کہدینگے کہ اس کتاب میں تو نے فرمایا تھا کہ مسیح کے پہلے الیاس نبی آئیگا۔ اور تو نے یہ نہیں کہا تھا کہ مثیل الیاس یا اُسکا بروز یوحنا کی شکل میں آئیگا۔ اب اگر مسیح سچا ہے اور ہم نے اسکو نہیں مانا تو ہمارا کیا قصور۔ یہی حال آج کل کے علماء کا ہے جو مسیح کے منتظر ہیں۔

اسباب کا ذکر آیا کہ حضرت مسیح نے جب یہود کو کہا کہ یوحنا ہی الیاس ہے تو وہ یوحنا کے پاس گئے اور معلوم نہیں کن الفاظ میں اُن سے پوچھا کہ تو الیاس ہے تو یوحنا نے انکار کیا کہ میں الیاس نہیں ہوں اور اس طرح حضرت مسیح کی تکذیب ہوئی۔ پھر فرمایا کہ (معلوم نہیں کہ یہودیوں نے کس طرح سے وہ گفتگو کی ہوگی) خدا کو کیا خبر تھی کہ یہ کیا شرارت کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ غلط ہے کہ پیغمبر خدا کی طرح ہر وقت حاضر ناظر ہوتے ہیں اگر یہ بات سچی ہوتی تو آنحضرت صلعم کو حضرت عائشہؓ کے متعلق کیوں گھبراہٹ ہوتی یہانتک کہ خدا تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ سعدی نے خوب لکھا ہے

کسی پرسید زان پیر خردمند
کہ اے روشن گہر پیر خردمند
ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی
چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال ما برق جہان است
دمی پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

فرمایا (موجودہ انجیل کے اصلی ہونے کے لئے ایک بڑی بھاری دلیل یہ ہے کہ

غور طلب باتیں

مکالمات الٰہیہ جس کا شرف خدا تعالے کے خاص بندوں کو ملتا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالے اپنے نبیوں کی طرح اس شخص کو جو **فنا فی النبی** ہوتا ہے اپنے مکالمہ کا شرف عطا فرماتا ہے اس مکالمہ میں وہ بندہ جو **کلیم اللہ** ہو خدا تعالے سے گویا آمنے سامنے باتیں کرتا ہے کہ وہ سوال کرتا ہے خدا اس کا جواب دیتا ہے گو ایسا سوال خواہ پچاس مرتبہ ہو یا اس سے زیادہ بھی خدا تعالے اپنے مکالمہ کے ذریعہ تین نعمتیں اپنے کامل بندہ کو عطا فرماتا ہے۔

اول اس کی اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں اور قبولیت سے اطلاع دی جاتی ہے۔

دوم اس کو خدا تعالے بہت سے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔

سوم اس پر قرآن شریف کے بہت سے علوم حکمیہ بذریعہ الہام کھولے جاتے ہیں۔

جو شخص خدا تعالے کے حضور دعا کرتا ہے مگر اعمال سے کام نہیں لیتا اور اپنی اصلاح نہیں کرتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالے کی آزمایش کرتا ہے اس لئے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے دعا سے پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد اور اعمال میں نظر کرے کیونکہ خدا تعالے کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے ذریعہ سے کرتا ہے وہ کوئی نہ کوئی سبب پیدا کر دیتا ہے جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے ناداں نیچری سنت اللہ سے ناآشنا کہہ اٹھتا ہے کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے اس نادان کو علم نہیں کہ دعا بجائے خود ایک سبب ہے جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے

جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں امر میں دعا کی گئی وہ قبول نہیں ہوئی وہ خدا تعالے پر بدظنی کرتے ہیں اور ان کی ہر دعا قبول ہوتی ہے لیکن بات اصل میں یہ ہے کہ خدا تعالے کے دو نام ہیں **عزیز** اور **حکیم** عزیز تو یہ ہے کہ ہر ایک کام کر دینا اور حکیم یہ ہے کہ ہر ایک کام کسی حکمت سے موقع اور محل کے مناسب اور موزون کر دینا۔ اور پھر اللہ تعالے **علیم** بھی ہے بعض وقت ہماری نادانی ہو کیونکہ ہم عالم کل نہیں عواقب الامور سے آگاہ نہیں ایسے امور میں دعا کر بیٹھتے ہیں جنکا نتیجہ ہمارے لئے مفید نہیں ہوتا پس اللہ تعالے اس دعا کو تو قبول فرمالیتا ہے اور اس کی صورت وہی ہوتی ہے کہ کوئی امر مفید پیدا کر دیتا ہے۔ احمق سمجھتا ہے کہ دعا قبول نہیں ہوئی حالانکہ اسوقت قبولیت دعا وہی تھی۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں سے آگ کو روشن چیز دیکھکر مانگے مگر ماں بجائے آگ کے اسکو خوبصورت نرم نرم مٹھائی دیدے اب بتاؤ اسکو آگ دینا بچے کی درخواست کی قبولیت تھی یا مٹھائی کا دینا۔ یہی ستر ہوتا ہے ان بعض دعاؤں میں

بسا اوقات الہامات سے ناواقف جاہلوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ انذاری پیشگوئیوں کے عذاب کی بعض اوقات میعاد کیوں ٹل جاتی ہے اور وہ کسی دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے اصل بات یہ ہے کہ کسی کو سزا دینا دراصل اللہ تعالے کے ذاتی ارادہ میں داخل نہیں ہے اس کے صفاتی نام جو تمام صفاتی ناموں کے اصل الاصول ہیں چار ہیں اور چاروں جود و کرم پر مشتمل ہیں یعنی **رب العلمین۔ رحمن۔ رحیم۔ مالک یوم الدین**۔ ان صفات اربعہ میں اللہ تعالے نے انسان کے لئے سراسر نیکی کا ارادہ فرمایا ہے یعنی ربوبیت بے استحقاق آرام کے اسباب مہیا کرنا جس کا نام رحمانیت ہے اور تقویٰ اور خدا ترسی اور ایمان پر انسان کے لئے وہ اسباب مہیا کرنا اور آئندہ دکھ اور مصیبت سے محفوظ رکھنا جس کا نام رحیمیت ہے اور اعمال صالحہ کے بجا لانے پر جو عبادات اور صوم اور صلوٰۃ اور بنی نوع کی ہمدردی صدقہ اور ایثار وغیرہ ہے وہ مقام صالح عطا کرنا جو دائمی سرور اور راحت اور خوشحالی کا مقام ہے لیکن جو شخص اپنی بدیوں اور بے اعتدالیوں سے ان صفات کے پرتو کے نیچے سے اپنے تئیں باہر کر لے اور فطرت کو بدل ڈالے اس کے حق میں اسی کی شامت اعمال کی وجہ سے وہ صفات بجائے خیر کے شر کا حکم پیدا کر لیتی ہیں۔ غرض انسان کی اپنی تبدیلی ان صفات الٰہیہ میں تبدیلی کا موجب ہوتی ہے پس چونکہ سزا دینا یا سزا کا وعدہ کرنا خدا تعالے کی ان صفات میں داخل نہیں ہے جو ام الصفات ہیں کیونکہ اس نے انسان کے لئے نیکی کا ارادہ کیا ہے اس لئے خدا کا وعید بھی جب تک انسان زندہ ہے اور اپنی تبدیلی کرنے پر قادر ہے فیصلہ ناطق نہیں ہے لہذا اس کے خلاف کرنا کذب یا عہد شکنی میں داخل نہیں ہوتا۔

اس مذہب کی بھی کوئی حقیقت ہو سکتی ہے جس کی بنا ایک لکڑی پر ہو جیسا کہ عیسائی مذہب ہے اس کا سارا مدار **صلیب** پر ہے لیکن جب واقعات صحیحہ اور دلائل قویہ کی رو سے ثابت کر دیا گیا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا بلکہ اس پر سے زندہ اتر آیا اور پھر اپنی طبعی موت سے ۱۲۰ برس کی عمر پا کر کشمیر میں آ مرا تو بتاؤ کہ صلیبی مذہب کا کیا باقی رہ گیا؟ کچھ بھی نہیں۔

عیسائی مذہب کے پاش پاش کرنیکے لئے مباحثہ اور مناظرہ کا اب وہی طریق کار آمد اور مفید ثابت ہوا ہے جو خدا تعالیٰ نے حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا ہے کیونکہ اس کا کام ہی **کسر صلیب** قرار دیا گیا ہے پھر اس سے بہتر راہ اب کون نکال سکتا ہے

جھوٹا دعویٰ کوئی چیز نہیں سچے مومن بنو اور عملاً راستی اور عدالت سے اپنی سچائی ظاہر کرو۔ پھر دیکھو کہ قدرت الٰہی کس کس طرح مدد کرتی ہے اور بے ایمانوں کے مقابلہ پر تمہارا کیسا غلبہ ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک میزان ہے جس میں تمام شخصوں اور قوموں کے ایمان اور اعمال کا موازنہ ہوتا رہتا ہے اور ان اعمال کے مطابق ہی قومیں زیر و زبر ہوتی رہتی ہیں چنانچہ وہ خود فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنے نفس میں تبدیلی نہ کرے یہی آیت ہے جو ہمارے اخبار کا لوگو ہے یہی آیت ہے جو ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی الہام ہو چکی ہے۔ بس صرف ہمکو تبدیلی کی

مصر میں آجکل عجیب شور برپا ہے جو ہمارے ناظرین کے لئے بھی قابل غور ہے چونکہ کل دنیا کے مسلمانوں نے بالاتفاق تسلیم کر لیا ہے کہ مسلمانوں کی حالت دن بدن زوال اور ادبار کی طرف جا رہی ہے اور یہ بات بھی عام طور پر مان لی گئی ہے کہ مسلمانوں کی تباہ حالت کا سب سے بڑا سبب یہ ہی کہ وہ دین پر ثابت قدم نہیں ہیں اور دینی باتوں پر عمل نہیں کرتے ہیں اس لئے مصر میں بھی یہ سوال پیدا ہوا ہے اور جیسا کہ وہاں کے اخبارات سے معلوم ہوتا ہے اس مضمون پر بڑے بڑے آرٹیکل لکھے جاتے ہیں اس سوال کے ساتھ ہی مسلمانوں کی دو گروہ

۲ ہو گئے ہیں ایک گروہ علما کو معذور اور امرا کو قابل ملامت قرار دیتا ہے دوسرا جو علم اور عالی دماغی میں اس سے بڑھا ہوا ہے وہ سارا الزام علما پر لگاتا ہے اور مسلمانوں کی خرابی اور تباہی کا سبب خود علما کی ناقص تعلیم اور بیہودہ و...
اور صرف ونحو منطق کو قرار دیتا ہے پھر عالم امید کرتے ہیں کہ ان سوالات پر کافی غور کے بعد اہل مصر کو اس نتیجہ پر پہونچا ہوا پائیں گے کہ کسی ربانی مصلح کی ضرورت ہے تو وہ محسوس کر چکے بلکہ انھوں نے اس ضرورت کو

تو کسی حد تک محسوس کیا ہے خدا کرے کہ وہ جلد امام الزمان سلطان الرحمن کے وجود با جود سے اطلاع پائیں اور دینی اور دنیوی فائدہ اٹھائیں۔

حضرت اقدس علیہ السلام گورداسپور میں

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۲۶ جلد ۹

عدالت کا کمرہ

اگرچہ بحیثیت اخبار نویس ہمارا فرض ہے کہ ہم ڈسٹرکٹ جج صاحب کے اس کمرہ پر جس کا اثر برا یا بھلا پبلک پر پڑتا ہے کوئی ریمارک کریں مگر ہم اسکو سر دست اس لئے چھوڑتے ہیں کہ اگر کوئی ایک پہلو بھی ہم اختیار کریں گے ہم کو خوشامد یا بصورت دیگر اپنی اثر اندازی کی سعی کا الزام دیا جاوے گا چونکہ ہم صرف حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کو پیش کرنا چاہتے ہیں اس لئے لودھ سنگھ اور سنت سنگھ گواہان مدعا علیہ کے بیان کو بھی چھوڑتے ہیں۔

حضرت اقدس بطور گواہ پیش ہوتے ہیں

مندرجہ بالا دو گواہوں کے بیانات ختم ہونے پر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بطور گواہ مدعا علیہ بلایا گیا۔ اس سے پیشتر کہ ہم حضرت اقدس کی شہادت کو قلم بند کریں اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مدعا علیہ نے (جنکو حضرت اقدس کے ساتھ خاص خصومت اور عداوت ہے) عام طور پر مشہور کرنے کی کوشش کی تھی کہ بڑی لمبی چوڑی جرح کی جاوے گی اور یوں ہوگا اور ووں ہوگا اس لئے عام آدمیوں کا بھی اچھا خاصہ مجمع ہو گیا تھا مگر خود حضرت اقدس کا وجود اور آپ کے عظیم الشان دعاوی بجائے خود اس قسم کے ہیں جس نے خواص اور معزز لوگوں کی توجہ کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا تھا اور ان لوگوں کی ایک بڑی تعداد محض اس خیال سے کہ ایسا بڑا مدعی جس کے متبعین میں بڑے بڑے معزز۔ فاضل۔ عالم۔ تعلیم یافتہ۔ مشائخ بڑے بڑے عہدہ دار۔ اور باکمال ہیں) کم از کم دیکھنے کے قابل ضرور ہے جمع ہو گئے تھے چنانچہ رائے گنگا رام صاحب اور مرزا ظفر اللہ خان صاحب اور منشی عبد الشکور صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران بھی حضرت اقدس کے پیش ہونے پر عدالت میں آ گئے تھے۔ آخر خدا کا برگزیدہ جس کے چہرہ سے جلال الٰہی ظاہر ہوتا تھا دنیوی عدالت کے سامنے بطور گواہ پیش ہوا۔

ازالۂ افترا

ہمارے نزدیک اس افترا کا ازالہ بھی ضروری ہے جو فریق مخالف نے افترا باندھا ہے کہ حضرت اقدس کے لئے خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر نے کرسی بچھا دی اور عدالت نے اٹھا دی۔ بابا امام الدین (مدعا علیہ) نے عذر کیا کہ مدعی اور مدعا علیہ کو عدالت میں کرسی نہ دی جائے وغیرہ وغیرہ اس قسم کی بیہودہ گوئیاں کی گئی ہیں ہم جو عدالت میں موجود تھے ان سب واقعات کو از سر تا پا غلط قرار دیتے ہیں اور افترا اور بہتان میں شمار کرتے ہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام دنیوی عزت و نمود پر ہمیشہ سے لات مارے ہوئے ہیں مگر چونکہ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے وہ دنیا میں سب سے زیادہ معزز اور مکرم ہے اس سے بڑھکر اور عزت کیا ہو سکتی ہے کہ خدا کا وہ **مامور** ہے خدا اس سے **کلام** کرتا ہے اور دنیوی طور پر جو لوگ بڑے بڑے معزز اور مفتخر ہیں وہ آپ کی کفش برداری پر ناز اور فخر کرتے ہیں۔ اس کے سوا حضرت کا خاندان گورنمنٹ انگلشیہ کی نظروں میں ہمیشہ معزز اور محترم رہا ہے اور لاٹ صاحب کے دربار میں وہ کرسی نشین تھے

اور میں کیا ان تنگ ظرفوں کو معلوم نہیں کہ قتل عمد کے مقدمہ میں جبکہ آپ کو بحیثیت ملزم پیش کیا تھا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع گورداسپور نے آپ کو کرسی دی تھی حالانکہ آپ نے اسوقت کرسی کی درخواست کی تھی اور نہ اسوقت بلکہ آپ کا شعار تو یہ ہے۔

نمی باید مرا یک ذرہ عزت ہائے این دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

غرض یہ دنیا کے فرزندوں کی تنگ نظری کی انتہا ہوتی ہے کہ وہ کرسی پر بیٹھیں یا فلاں سلام کرے۔ ان کو تو کبھی کے سلام کی پروا اور نہ کسی کی کرسی کی غرض۔ القصہ حضرت اقدس عدالت میں شہادت کے لئے پیش ہوئے اور آپ نے اپنا بیان دینا شروع کیا۔

بیان حضرت اقدس امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ حاضر ہے میں سچ کہوں گا۔ میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے۔ مرزا غلام جیلانی ہمارے ... جدیوں میں سے تھا۔ اب ان کی نسل کا کوئی گھر نہیں۔ دوران مقدمہ مضامین مجھے معلوم ہوا کہ غلام جیلانی نے امام الدین اور میرے والد صاحب پر مقدمہ کیا تھا۔ پہلے صرف امام الدین کا نام تھا پھر مرمت سوال سے میرے والد صاحب کا نام بھی لکھا گیا یہ بات ہمارے مختاروں نے جنہوں نے اب مثل دیکھی ہے بتائی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ اس مثل میں کوئی نقشہ بھی ہے۔

ایک چاہ پڑا ہے جو سلطان احمد پسرم کے مکان کے دروازہ کے آگے ہے چھ سات سال سے میں نے ایک چاہ اپنے زنانخانہ میں سہولت زنانخانہ کے لئے بنایا ہے سقہ بہت سا پانی نہیں دے سکتا۔ اسوقت بھی اندر زنانخانہ میں پچاس ساٹھ عورتیں ہیں۔ جو چاہ متصل دروازہ مکان سلطان احمد کے ہے عرصہ سے ہمارے مصرف میں نہیں آتا۔ ہمارے آدمی پانی لینے جاویں تو سلطان احمد کے آدمی روکتے ہیں۔ سلطان احمد کا خاص کوئی آدمی نہیں ہے اس کی پہلی بیوی مرگئی ہے اب امام الدین مدعا علیہ کی بیٹی اس کی بیوی ہے اور امام الدین کی بہن سلطان احمد کی تائی ہے جو میرے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی بیوی ہے روکنے والی وہی امام الدین کی بہن سلطان احمد کی تائی ہے وہ بسازش امام الدین روکتی ہے۔ میں نے اپنے کانوں سے ممانعت سنی ہے جو خود امام الدین کی ہمشیرہ کی زبانی سنتا ہے۔ کہ یہ لوگ میرے بھائی امام الدین و نظام الدین کے دشمن ہیں اور میرا رشتہ بھائیوں سے ہے میں نہیں چاہتی کہ یہ اس چاہ سے پانی بھریں ان کو روک دو۔ میں نے اس کو بہت دفعہ کہتے سنا ہے۔ سلطان احمد مجھ سے مخالفت رکھتا ہے ایک وجہ مخالفت کی یہ ہے کہ وہ مرزا غلام قادر کا متبنیٰ بنایا گیا تھا اور میری نصف جائداد کا شریک کیا گیا تھا۔ اب وہ اسی میں اپنی مصلحت دیکھتا ہے کہ تائی کے ساتھ موافقت رکھے۔ یہ اشتہار جو مدعا علیہ دکھاتا ہے۔ مطبوعہ ۲۰ مئی سنہ ۱۸۹۰ء میرا ہے۔ زنانخانہ کا چاہ مولانا کی ضرورتوں کے لئے ہرگز کافی نہیں ہے وہ صرف زنانخانہ کی سہولت کے لئے بنایا گیا ہے۔ امام الدین کے چاہ سے ہمارا سقہ بغیر سہارے ملنے کے پانی لاتا ہوگا کھلے طور پر ہم وہاں سے پانی نہیں لے سکتے کیونکہ دشنام دہی ہوتی ہے جب سے دیوار بنی ہے تب سے زیادہ روکا گیا ہے۔ دیوار جدید بنائی جانے کے بعد تجویز تعمیر چاہ جدید کی ہوئی پانچ چھ ماہ ہوئے کہ چاہ جدید کا پانی استعمال میں آیا ہے اس سے پہلے بڑی مسجد میں بھی پانی لینے جاتے تھے جس جگہ چاہ جدید بنا ہے وہ احاطہ ہے۔ چھاپہ خانہ اور بورڈنگ ہوس بھی اسی احاطہ میں ہے مدرسہ اور بورڈنگ ہوس میں ڈیڑھ سو آدمی ہوتا ہوگا اور دس پندرہ ملازم چھاپہ خانہ کے۔ اور کبھی ستر کبھی اسی کبھی سو مہمان روزانہ اور مجمع میں جو سال میں تین چار مرتبہ ہوتا ہے تین سو یا چار سو یا پانسو مہمان بھی آجاتے ہیں۔ بورڈنگ ہوس تین یا چار سال سے بنا ہے جس کا مجھے علم ہے۔ لڑکوں اور مسافروں کے لئے پانی بھرنے کا سامان موجود ہے بورڈنگ ہوس کا سقہ کوئی خاص نہیں۔ بورڈنگ ہوس کے کئی ملازمین گھڑا صراحی وغیرہ برتن بھر لیتے ہیں۔ میں قطعیاً نہیں کہہ سکتا اگر دور سے پانی لانا پڑے تو خرچ زیادہ پڑے۔

گول کمرہ میں نے بنایا ہے میرے بھائی نے نہیں بنایا میں نے خود بحیات برادر خود بنایا ہے جب کہ وہ سخت بیمار تھے اور اسی مرض میں کہ اس سے جانبر نہ ہو سکے تھے۔ گول کمرہ کے سامنے چار دیواری چار برس سے بنائی گئی تھی۔ تخمیناً ڈیڑھ سال ہوا چھوٹے بوہڑ والا مکان بنایا تھا۔ چھ سات ماہ پہلے وہی بوہڑ والا مکان بنانا چاہا تھا امام الدین بلوہ کرنے کے لئے آگیا چونکہ ہم احتیاط کیا کرتے ہیں ہم نے چھوڑ دیا دوسری مرتبہ پھر ہم نے ارادہ تعمیر کا کیا کہ پھر مدعا علیہ بلوہ کرنے آگیا پھر چھوڑ دیا۔ پھر تیسری مرتبہ ہم کو معلوم ہوا کہ مدعا علیہم کا منشا طرف شرارت کا تھا دراصل مکان میں ان کا

کوئی حق نہ تھا عورتوں نے کہا میں نے سنا ہے انھوں نے چھوڑ دیا تھا سے باز آگئے اور کہیں چلے گئے ہیں بعد ہم نے مکان بنا لیا۔ پولیس والا آدمی آیا تھا ہم نے کہا کہ ہمارا اس بارہ میں جو کرنے کا نہیں اگر زیادہ روکا جاوے گا تو دیوانی سے فیصلہ کرائیں گے چونکہ انھوں نے دست برداری کی ہم نے مکان بنا لیا۔ یہ جگہ جہاں دیوار بنائی گئی ہے تخمیناً ۲۶ سال یا دو تین سال کم و بیش سے شارع عام ہے گول کمرہ میں سے ایک دروازہ ہے جہاں سے میں بڑی مسجد کو جا سکتا ہوں۔ چھوٹی مسجد تو ہمارے گھر کا ایک حصہ ہے زنانخانہ میں جو دروازہ ہے اُس میں سے گذر کر بڑی مسجد کو جاتا ہوں تو پہلے کوٹھی پر چڑھنا پڑتا ہے پھر دوسری طرف سے اُتر کر بڑی مسجد کو جا سکتا ہوں اگر میں اوپر نہ چڑھوں تو کوئی راستہ نہیں ہے دیوار حائل ہے۔

اس دیوار کے بننے سے مجھے بڑی ذاتی تکلیف ہوئی ہے ذاتی تکلیف سے یہ مراد ہے کہ مالی تکلیف ہوئی ہے کہ کنواں بنانا پڑا اور چھاپہ خانہ کا بہت بڑا حرج ہوا مسافر اور میرے ملاقاتی جو بڑے معزز اور شریف آدمی ہوتے ہیں وہ ملاقات کے لئے ترستے رہتے ہیں میں اوپر ہوتا ہوں اور وہ نیچے میں الفاظ میں نہیں بیان کر سکتا کہ مجھے اس سے کس قدر درد پہنچتا ہے آٹھ ماہ ہوئے ایک شریف عرب مجھے ملنے آیا اسکو چوٹیں لگیں کیونکہ گرہستہ چکر دار ہے وہ بہت خراب ہے اور پتھر لگا ہے برسات میں خصوصاً چلنے کے قابل نہیں ہوتا۔ دیوار متنازعہ کے نیچے کوئی فرش نہیں لگا دیکھا بازار میں پکا فرش ہے ہماری گلیوں میں پکا فرش نہیں ہے مجھے خبر نہیں کہ اور گلیوں میں ہے یا نہیں۔

باقی آئندہ

(ایک خط)

سید زین حسین صاحب ساکن مونگیر کے نام

معترضوں کے اعتراضات پر قول فیصل

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ان تمام سوالات پر جو آپ نے لکھے ہیں کلام کلی کے طور پر چند ہی باتیں کافی ہیں۔ ان سوالات کا پیش کرنے والا خدا کی کتاب اور سنت صحیحہ سے قطعاً واقف نہیں وہ انھیں باتوں پر قناعت کر کے بیٹھا ہوا ہے جو کہانیوں اور قصوں کے رنگ میں قوم کے درمیان مشہور ہیں۔

مسیح موعود کی آمد ثانی اور علامات اور وقت کی نسبت جس قدر روایتیں اور خیالات ہیں اگر ان میں سے ایک ٹانگ بھی ٹوٹ جائے تو وہ فرضی کیا ہوا سارا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔ پہلے جو بات تنقیح طلب ہے یہ ہے کہ آنے والا مسیح کون ہے؟ آیا وہی اسرائیلی حضرت عیسیٰ ابن مریم؟ یہ تو ناقابل عفو غلطی ہے جس میں بدقسمتی سے مسلمان نصاریٰ کی تقلید سے مبتلا ہو گئے۔ قرآن کریم صریح طور پر اُن کی وفات بیان کرتا ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جبکہ بعض بزرگ صحابیوں نے جوش میں کہا کہ آنحضرت فوت نہیں ہوئے وہ شریروں کو سزا دینے کے لئے منتظر آتے ہیں اور یہ کہا کہ جو شخص آنحضرت کو فوت شدہ کہے گا تلوار سے کاٹا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کے مجمع میں اس آیت شریفہ کو پڑھا

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ الآیہ

اس سے سب کے جوش سرد ہو گئے اور سب نے یقین کر لیا کہ رسول کریم کی وفات اوپری وفات نہیں آپ نے وہی پیالہ پیا جو سب انبیاء نے پیا۔ خدا کے لئے سوچنا چاہیئے کہ اگر اس مجمع میں ابوبکر صدیق کا استدلال اس آیت سے کل انبیاء کی موت پر نہیں تو وہ بات کیا تھی جس سے صحابہ نے اُسوقت تسلی پائی اور اپنے محبوب رسول کے فقدان پر جس کے فراق میں وہ تڑپ رہے تھے خدا کی تقدیر سے راضی ہو گئے۔ صاف ظاہر ہے کہ اُس عام خیال کے سبب سے جو نصاریٰ کے اعتقاد کی زہریلی ہوا سے مدینہ کے اندر باہر پھیلا ہوا تھا اور یہود بھی میل ملاقات کی وجہ سے عربوں میں دائر سائر ہو رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں صحابہ کو یہ خیال آیا کہ جب حضرت عیسیٰ جیسا شخص اب تک زندہ ہے تو پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو افضل الانبیاء ہیں بطریق اولےٰ زندہ رہنے چاہیئے۔ اسلئے کہ آپ کی زندگی تمام زندگیوں سے زیادہ ضروری ہے۔ اس تصور اور اعتقاد نے انھیں جوش دلایا اور وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ کسی مُنہ سے آپ کی وفات کا لفظ سنیں۔ آخر حضرت ابوبکر نے قرآن کی وہ آیت سُنا کر فیصلہ کر دیا کہ ہمارے نبی کوئی انوکھے فوت نہیں ہوئے بلکہ سارے نبی ہی فوت ہو کے اوپر سے گذرے ہیں۔ یہ پہلا اجماع ہے جو تمام مقدس اصحاب کا ایک بات پر ہوا اور وہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات۔ اس مبارک اجماع کے بعد جس نے اسلام کو دوبارہ زندگی عطا کی کسی غیرت مند مسلمان کی روح روا رکھ سکتی ہے کہ وہ ایک نبی کریم خاتم النبیین سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کو تو مردہ

اعتقاد رکھے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ آسمان پر ماننے اور اس اعتقاد بد سے کافر نصرانیوں کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطرناک گالیاں دیتے اور بدترین خلق جانتے ہیں (لعنہم اللہ) پوری پوری مدد دے۔ آج عالم نصرانیوں کے ہاتھ میں مسیح کی زندگی کا اعتقاد بڑی تیز چھری ہے جس سے وہ مسلمانوں کو ذبح کرتے ہیں چنانچہ لاہور میں لاٹ پادری نے مسلمانوں کے ایک بڑے مجمع میں بڑے زور سے یہ کہا کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح زندہ آسمانوں پر ہے اور تمہارا نبی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مردہ زمین میں پڑا ہوا ہے اب تم بتاؤ افضل ان میں سے کون ہے۔ تمام علما اس کے جواب سے ساکت رہ گئے اور حقیقت وہ عالم جو خود مسیح کو زندہ مانتے ہیں اس ناپاک بات کا جو ظالم نصرانی نے پیش کی کیا جواب دے سکتے تھے۔ آخر ہماری جماعت میں سے مفتی محمد صادق صاحب نے بڑی قوت اور جرأت سے مسیح کی وفات قرآن اور انجیل دونوں سے ثابت کی اور وہ متکبر بہت دیر تک مبہوت اور ساکت رہا اور کہا یہ نئی باتیں ہیں ہم نے اس سے پہلے مسلمانوں سے نہیں سنیں اور کچھ تردید نہ کر سکا۔ اس سے اُس مجمع پر بڑا نیک اثر پڑا ورنہ ارتداد کا دروازہ کھل جاتا۔ آخر اُس پادری نے یہ معلوم کرکے کہ محمد صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید ہیں اُن سے مباحثہ کرنے سے قطعاً انکار کر دیا اور پھر حضرت مرزا صاحب نے بھی جب اُسے مباحثہ کے لئے دعوت کی تو صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں آپ سے بحث نہیں کرتا۔ میں تو تمام مسلمانوں کو خطاب کرتا ہوں۔ اب آپ ہی سوچیں کہ وہ کون قوم ہے جسکے سایہ سے شیطان بھاگتا ہے اور وہ کون عباد ہیں جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے قطعی خبر دیدی کہ اُن پر شیطان کو کبھی غلبہ نہ ہوگا چنانچہ فرمایا إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ کیسے بد قسمت ہیں مسیح کی زندگی کا اعتقاد رکھنے والے کہ ظالم شیطان کے دانت اُن کے ایمان پر تیز رہتے ہیں اور اُسے قوی اُمید رہتی ہے کہ وہ آخر ان کے قلعہ کی دیواروں کو توڑ کر اندر گھس جائے گا۔ اگر کوئی خدا کی عزت کو۔ نبی کریم کی عزت کو شاد رکھنے والا ہو اور مسلمانوں کو ان بھیڑیوں کے تیز چنگال سے جو یسوع کی بھیڑیں کہلاتی ہیں چھڑانے کی بھی تڑپ رکھنے والا ہو تو یہی بات ہر کے لئے صاف سڑک تیار کر دیتی ہے حضرت مرزا صاحب کے وجود باجود کی ضرورت کے تسلیم کرنے کی۔ وہ صفائی سے سمجھ سکتا ہے کہ ایک ہی شخص ہے جس نے ان دریدہ دہن دشمنان خدا اور رسول کے منہ میں کانٹے دار لگام دی ہے۔ اور اس سید المعصومین محبوب رب العلمین (صلے اللہ علیہ وسلم) کی بے آبروئی اور ہتک کا ان ظالم مشرکوں سے خوب ہی انتقام لیا ہے۔

الغرض بات لمبی ہو گئی تمام باتوں کا نچوڑ یہی ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام وفات شدہ ثابت ہو گئے تو معاً بیہودہ لمبے چوڑے افسانے بھی خاک میں مل گئے جو اُن کی زندگی کے تسلیم کے فرض پر لوگوں نے بنا رکھے ہیں۔

اور پھر جب اس پہلو میں غور کیجائے کہ قرآن کریم موسوی اور محمدی خلفا کے سلسلوں کی مطابقت اور مماثلت سے خوشخبری دیتا اور ڈنکے کی چوٹ سے پکار کر کہتا ہے کہ محمدی خلافت کے سلسلہ کو بھی ایک مسیح موعود پر اُسی طرح ختم ہونا ضروری ہے جسطرح موسوی خلافت کا سلسلہ حضرت مسیح پر ختم ہوا۔ اس لئے کہ ایک طرف قرآن فرماتا ہے إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا۔ اس میں خدائے علیم حکیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب موسی علیہ السلام کا مثیل قرار دیتا ہے۔ اور پھر۔ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ میں بشارت دیتا ہے کہ ملت محمدیہ میں بھی اُسی طرح خلافت کا سلسلہ جاری ہوگا جس طرح موسوی ملت میں ہوا اور ان دونوں مقاموں میں كَمَا کا لفظ مشترک رکھکر موسوی اور محمدی سلسلوں کی پوری مطابقت اور مماثلت کی طرف اشارہ کر دیا۔ غرض ایک طرف قرآن کریم صاف صاف خبر دیتا ہے کہ مسیح موعود کا چودھویں صدی میں بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسی طرح آنا ضروری ہے جس طرح موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے جو موسوی شریعت کے متمم اور مصدق تھے اور اپنی طرف سے کچھ بھی شریعت دینے والے نہ تھے۔ اور دوسری طرف حدیثیں بھی خبر دیتی ہیں کہ مسیح موعود کا آنا ضروری ہے اور قومی تواتر اور مسلم بات بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ آنے والے ہیں۔ اور معاً یہ بات کہ وہ حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم صاحب انجیل قرآن کریم کی نصوص صریحہ کی بنا پر کل صحابہ کے اجماع کی بنا پر فوت ہو چکے ہیں حیرت میں ڈالتی ہے کہ معاملہ کیا ہے۔ مگر یہ حیرانی دور تک قائم نہیں رہتی۔ دانشمند طبیعت بہت جلد تاریکی سے نکل کر اس نتیجہ تک پہنچ جاتی ہے کہ خدا تعالے کی استمراری اور جاری سنت کے موافق یعنی خلافت کے معروف اور مسلم سلسلوں کے موافق ضروری ہے کہ سلسلہ محمدیہ کا آخری خلیفہ مسیح موعود اُمت ہی میں سے ہو۔ باہر سے کیکو بلانا ہزاروں مفاسد کو ساتھ لاتا ہے اور در حقیقت جب قرآن کریم کی صریح نص اور اُمت محمدیہ کے آدم ثانی خلیفہ بلا فصل اسد اللہ الغالب علی کل غالب ابو بکر صدیق علیہ السلام کا فہم قرآن اور تمام بزرگوں کا اجماع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر متفق ہیں تو پھر اُن کے بلانے یا آنے کی نسبت گفتگو ہی عبث ہے۔ مگر آسمان اور زمین کی شدید پکار یعنی کل مقدس صحیفوں اور قرآن کریم کا مسیح موعود کی نسبت خبر دینا اور قرآن